بچوں میں تعلیم کی اہمیت

محمد اختر

ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو

دہلی یونیورسٹی، دہلی۔۱۱۰۰۰۷

آج ہر والدین کی خواہش ہے کہ ان کے بچے اچھی سے اچھی تعلیم حاصل کریں، لیکن یہ غور و فکر کرنے کی بات ہے کہ زمانہ کتنا ہی ترقی کر لے۔آج ہم جس دور سے گذر رہے ہیں یہ کمپیوٹر کا دور ہے، ایٹمی ترقی کا دور ہے، سائنس اور صنعتی ترقی کا دور ہے مگر اسکولوں میں بنیادی عصری تعلیم، انجینئر نگ تعلیم، ٹیکنیکل تعلیم، وکالت، ڈاکٹری اور مختلف جدید علوم حاصل کرنا آج کے دور کا لازمی تقاضہ ہے۔

جدید و عصری علوم تو ضروری ہیں ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی اہمیت کی حامل ہے۔اس کے ساتھ ساتھ انسان کو انسانیت سے دوستی کی تعلیم، اخلاقی تعلیم اور وطن پرستی کی تعلیم بھی بے حد ضروری ہے۔اسی تعلیم کی وجہ سے زندگی میں خدا پرستی، عبادت و ریاضت، الفت و محبت، خلوص و ایثار، خدمت خلق، وفاداری اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔اخلاقی تعلیم کی وجہ سے نیک اور صالح معاشرہ کی تشکیل ہو سکتی ہے۔

اچھی تعلیم کے حصول کے لیے قابل اساتذہ بھی بے حد ضروری ہیں جو بچوں کو اچھی اور اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مدد فراہم کرتے ہیں۔استاد وہ نہیں جو بچوں کو کچھ کتابیں پڑھا کر اور کچھ کلاسیں لے کر اپنی ذمہ داریوں سے مبرا ہو گیا بلکہ استاد وہ ہے جو طالب علم کی اندرونی صلاحیتوں کو بیدار کرتا ہے اور انہیں شعور و ادراک، علم و آگہی نیز فکر و دولت سے مالا مال کرتا ہے۔

جن اساتذہ نے بھی اپنی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے پورا کیا، ان کے شاگرد آخری سانس تک

ان کے احسان مند رہتے ہیں۔اس تناظر میں اگر آج کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوگا کہ لوگوں نے پیشہ تدریس کو بھی آلودہ کر دیا ہے۔محکمۂ تعلیمات اور اسکول انتظامیہ اور معاشرہ بھی چند کتابوں پر قانع ہوگیا ہے۔کل تک حصول علم کا مقصد تعمیر انسانی تھا،لیکن آج نمبرات اور مارکشیٹ پر ہے۔مگر صد ہا افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ملک کے تعلیمی اداروں پر مفاد پرست ٹولہ قصر شاہی کی طرح قابض ہوگیا ہے۔

جن حضرات کے نزدیک اس عظیم پیشہ کی قدر و قیمت کی کوئی اہمیت نہیں رہی ہے، بدقسمتی اس بات کی بھی ہے کچھ ایسے عناصر بھی تعلیم کے دشمن ہوتے ہیں جو اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہماری تعلیمی نظم و نسق کے درمیان ایسی کشمکش کی شروعات کر رکھا ہے جس نے رسوائی کے علاوہ شاید ہی کچھ عطا کیا ہو۔مگر پھر بھی بیرونی دنیا کے لوگ تعلیم کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی جدید تعلیم سے دور نہیں رہے بلکہ جدید زمانے کے جتنے بھی علوم ہیں ان کے بانی زیادہ تر مسلمان ہی رہے ہیں۔موزانہ کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ آج یورپ تک کی یونیورسٹیوں میں مسلمانوں کی تصنیف کردہ کتابیں درسیات میں شامل ہیں۔

جہاں تک بچوں کی بات ہے تو وہ ہنستے کھیلتے اور خوش ہوتے ہی اچھے لگتے ہیں۔اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ یہی سب کچھ کرتے ہوئے یہ بچے مؤثر طریقے سے سیکھتے بھی ہیں اور وہی باتیں جو کھیل کھیل میں سمجھتے ہیں ان کے علم کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔قریب قریب اکثر و بیشتر گھرانوں میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ چار پانچ سال کی عمر میں بچے علم کے سفر پر گامزن ہوجاتے ہیں۔یہ راستے ان کے لیے نہایت خوشگوار ہوتا ہے اور کبھی کبھی کٹھن بھی۔بغیر خواہش کے علم سیکھنا بوجھ جیسا معلوم ہوتا ہے۔پھر بھی ایسے افسوسناک حالات وواقعات جو ہمارے تعلیمی نظام میں پائے جانے لگے ہیں۔شاید بدلنے کی کوشش سے بھی بدلے نہ جاسکیں۔ان ننھے اور بھولے بھالے دماغوں کو زنگ آلود ہونے سے بچانے کے لیے کافی محنت کی ضرورت ہے۔کیونکہ اس وقت ہمارے مروجہ اور روایتی طریقہ تدریس میں بچوں کے لیے کوئی کشش باقی نہیں رہی ہے۔

بچے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جانے سے جی چرانے لگے ہیں۔
بچوں کے اسکول جانے کی بات کی جائے تو لگ بھگ ۷۰ فیصد بچے اسکول جاتے ہیں مگر ان میں سے بھی کچھ فیصد بچے پرائمری سطح کی تعلیم مکمل کرنے سے پہلے ہی اسکول چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کوئی ٹھوس وجہ سوائے اس کے کہ روایتی تعلیم میں بدلاؤ نہیں کیا گیا اور دوسری وجہ مہنگائی کی شرح میں بے تحاشہ اضافہ ہے۔ جس کی وجہ سے ماں باپ اپنے بچوں کو چائلڈ لیبر کے طور پر کام پر لگا دیتے ہیں۔
اس لیے نہایت ضروری ہے کہ تعلیمی اداروں میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ بچوں کی دلچسپی کے لیے دیگر پروگراموں کو بھی ترتیب دے کر دلچسپی استوار کیا جائے
ان دنوں صبح و شام کی شفٹ میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ زور و شور پر ہے۔ ہر جگہ اور ہر مقام پر تعلیم کو فروغ دینے کی بات کی جارہی ہے۔ جگہ جگہ کوچنگ سینٹر بھی اپنے فرائض انجام دہی کو جاری وساری رکھے ہوئے ہیں اور یہ کوچنگ سینٹر کا ٹرینڈ اس لیے چل پڑا ہے کہ تعلیمی اداروں میں تعلیم دینے کا فقدان ہے۔ گو کہ یہ کوچنگ سینٹرز اور نئے نئے ادارے فیسوں کی مد میں بھاری بھر کم فیس وصول کرتے ہیں لیکن بچوں کی اچھی تعلیم اور تابناک مستقبل کے لیے ماں باپ ان کوچنگ سینٹرز کی موٹی فیس کو بھی جھیلنے کو تیار رہتے ہیں تا کہ ان کے لاڈلوں کو اچھی سے اچھی تعلیم مل سکے۔
اسلام کی روشنی میں اگر تعلیم کی بات کی جائے تو حصول تعلیم کے فرض کیے جانے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ قرآن مجید میں لگ بھگ پانچ سو مقامات پر بالواسطہ یا بلاواسطہ حصول تعلیم کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ علم کی فرضیت کا براہ راست بیان بے شمار احادیث میں بھی آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔''
اس میں کوئی شک نہیں کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے ایک اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جو شخص طلب علم کے لیے کسی راستے پر چلا، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیا۔'' اور یہ بات صاف کردی گئی کہ قرآن شریف سے حصول علم خواتین کے لیے بھی اسی طرح فرض ہے جیسے مردوں کے لیے ہے۔ اسی لئے چاہئے کہ تعلیم ہر حال

میں حاصل کریں۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے تعلیم وتربیت میں معراج پا کر دین و دنیا میں سربلندی اور ترقی حاصل کی لیکن جب بھی مسلمان تعلیم وتعلم سے دور ہوئے وہ غلام بنالیے گئے یا پھر جب بھی انہوں نے تعلیم کے مواقعوں سے خودکومحروم کیا وہ بحیثیت قوم اپنی پہچان کھو بیٹھے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے تعلیمی نظام کے مقاصد کو واضح کریں اوراصل مرض کی جانب توجہ دیں۔ لارڈ میکالے کے مادہ پرستانہ اور تعصب کے بجائے ہندوستان کی نظریاتی بنیادوں کو سامنے رکھ کر ہمیں ایسا تعلیمی نظام وضع کرنا چاہئے جو ہمارے افراد اور معاشرے کے درمیان پل کا کام انجام دے سکے۔اس کے بعد ہی ہم اس نتیجے پر پہنچ سکیں گے اس ملک اورقوم کی خدمت کی ہے تا کہ روزمحشر خدا پوچھے۔

''بتا تیری رضا کیا ہے''

☆☆☆